سوال

(156) انشورنس کرانا کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

انشورنس کرانا کیسا ہے؟ جبکہ اختتام میعاد پر مقرر رقم سے جو کچھ زائد ملتا ہے وہ عام سود کے طور پر مقرر نہیں جوڑا جاتا بلکہ بیمہ کی رقم تجارت میں لگا کر سالانہ نفع اور نقصان کا لحاظ کرکے فیصدی پر رکھا جاتا ہے۔ کسی سال کچھ رقم منافع میں آتی ہے دوسرے سال کچھ! اور علماء کرام اس بارے میں مختلف الرای ہیں۔

حضرت مولانا امرتسری نے بھی استفتاء پر جواز کا فتوی دیا تھا لیکن کوئی دلیل نہیں فرمائی تھی۔ اسکول کے اکثر اسٹاف انشورنس شدہ ہیں میں تذبذب میں ہوں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میرے نزدیک ان لوگوں کا قول صحیح ہے جو زندگی کا بیمہ کرانے کو ناجائز کہتے اور وہ لوگ غلطی پر ہیں جنھوں نے اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

انسانوں یا جانور کی زندگی یا جائداد کے بیمہ کرنے کی حقیقت پر غور کیا جائے تو سوال کا جواب اس کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا کہ انشورنس کرانے کا جائز بتانا سود یا قمار کو حلال کرنا ہے۔

بیمہ کمپنیوں کا اصول ہے کہ زندگی کا بیمہ کرانے والا یا بیمہ کرایا ہوا جانور بیمہ کی معینہ مدت سے قبل مرجائے یا بیمہ کرائے ہوئے جائداد کسی ناگہانی آفت سے مقررمدت کے اندر ضائع ہوجاتے تو بیمہ کی پوری مقرر رقم اس کے ورثا کو یا جائداد اور جانور کے مالک کو مل جاتی ہے اور اگر بیمہ کرانے والا یا جانور اور جائداد مقررمدت تک زندہ اور محفوظ رہے تو کل جمع کردہ رقم مع سود کے بیمہ کرانے والے کو یا جانور اور جائداد کے مالک کو ملتی ہے اور اگر کچھ رقم جمع کرنے کے بعد بیمہ کرانے والا مسلسل دو سال تک مقرر قسطیں ادا کرنے سے قصداً انکار کردے یا مجبوراً نہ کرسکے تو بیمہ کمپنی ادا شدہ قسطوں کو ضبط کرلیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مقرر مدت کے اندر مرجانے یا بیمہ کردہ چیز کے تلف ہوجانے کی صورت میں اور اسی طرح مقرر مدت تک زندہ اور محفوظ رہنے کی صورت میں بیمہ کمپنیاں بیمہ کرانے والوں کو یا ان کے ورثہ کو ان کی جمع کردہ رقم سے زائد جو کچھ دیتی ہیں اس کی کیا حیثیت اور نوعیت ہے؟ اور کہاں سے آتا ہے؟ اور کیوں کر آتا ہے؟

ظاہر ہے کہ وہ صدقہ وخیرات یا تحفہ وہدیہ تو ہے نہیں اور نہ ہی قرض ہے پھر دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں: ایک: یہ کہ بیمہ کمپنی جمع شدہ روپیہ دوسروں سود پر دیتی ہو اور اس میں ایک معین حصہ بیمہ کرانے والوں کو بانٹ دیتی ہو جیسا کہ عام بینکوں کا طریقہ ہے۔ یا یہ کہ بیمہ خود ہی اس روپیہ سے تجارت کرے اور اس کے منافع سے ایک معین اور طے شدہ حصہ بیمہ کرانے والوں کے حساب میں جمع کرتی رہے اور یہ بلاشبہ سود ہے کیونکہ اصل رقم کے علاوہ طے شدہ منافع کے ادا کرنے ہی کا نام سود ہے۔

اوریہ خیال وتوجیہ کہ بیمہ کرانے والے اس تجارت میں شریک یارب المال اورمضارب کی حیثیت رکھتے ہیں اوربیمہ کمپنی عامل ومضارب (بفتح الراء) کی حیثیت رکھتی ہے پس زائد رقم اس حیثیت سے بیمہ کرانے والوں کے لئے حلال وطیب ہوگی غلط اورباطل ہے اس لئے کہ اگرصورت حال ہوتوان شرکاء یاارباب اموال (بیمہ کرانے والوں) کوایک طے شدہ معینہ رقم نہیں ملنی چاہیے بلکہ کمی اوربیشی کاساتھ نفع اورنقصان دونوں شریک رہناچاہیے اوریہاں ایک طے شدہ معین ہی نفع (زائدرقم) ملتا ہے۔اورسوال میں ذکرکردہ صورت یاتوجیہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ بیمہ کمپنیاں عام طوراصل رقم سے جوکچھ زائد دیتی ہیں اس کی اس شرح اورمقدارپہلے ہی معین کردیتی ہیں۔اوراگرکمپنی اس اصولا معین نہ کرتی ہوبلکہ زائدرقم کوسالانہ نفع اورنقصان کالحاظ کرکے فیصد پررکھتی ہوتب بھی یہ طریقہ وجہ جواز نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس کاروبارمیں نقصان کاسوال ہی نہیں آنے دیاجاتا ونیز بیمہ کمپنیون کے متفقہ اصولوں میں سے بعض ایسے اصول بھی ہیں جن کی وجہ سے یہ ساراکاروباراورڈھانچہ ہی شرعاناجائز ہے۔کماسیاتی

دسروی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ پہلے :بیمہ کرانے والوں کوبعد کےبیمہ کرانے والوں کاروپیہ دیاجاتا ہولیکن اس طرح ایک رقم دوسرے کودینے کاحق توشرعاکسی کوبھی نہیں ہے ایسی صورت میں جواز کافتوی دیناسودیاقمار کافتوی دینا نہیں اورکیا ہے۔

اورکچھ رقم جمع کرنے کے بعدبقیہ اقساط کے قصدایامجبورانہ ادا کرنے کی صورت میں اداشدہ قسطوں کاضبط کرلیناکسی شرعی ضابطہ کی روسے ہے؟ یہ اکل مال باطل نہیں تواورکیا ہے؟
ونیز بیمہ کرانے والوں کےلئے ایسے کاروبار کرنے والوں کاروپیہ دیناجوبغیرکسی شرعی سبب کے ان کی رقم ایک غلط اصول کی روسے ہضم کرلیں کہاں سے شرعاجائزہے؟

بہرحال انشورنس کاکاروبار شرعاناجائزہے۔یہ یورپ کے نظام سرمایہ داری کاایک طبعی تقاضا اوراس کاتصور بھی اسلامیت سے سخت بعید ہے پس زندگی وغیرہ کابیمہ کراناکیوں کرناجائزہوگا۔واللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب البیوع

صفحہ نمبر 341

محدث فتویٰ